جلد ۳۸ | ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ دسمبر ۱۹۳۵ء یوم شنبہ | نمبر ۴۶

سالانہ جلسہ پر آنا ہم میں زندگی کی نئی روح پیدا کرتا ہے

جب سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے۔ دنیا کی حالت بالکل بدل گئی۔ قوموں میں ایک ایسی حرکت پیدا ہوئی۔ گویا کہ ایک زلزلہ آگیا۔

زمین و آسمان میں ایک ایسا انقلاب ہوا۔ گویا کہ ایک نیا آسمان اور ایک نئی زمین پیدا ہو گئی۔ اس مضطرب اور متحرک دنیا میں لوگوں کی یہ حالت ہو گئی۔ کہ وہ عالم پریشانی میں اپنے اپنے مذہب سے دور چلے گئے۔ اور خدا تعالیٰ کے وجود کو بھی بھول گئے۔ اور جو تھوڑے بہت مذہب پرست تھے۔ انہوں نے بھی مذہبی رنگ میں ایک دوسری قوم پر چڑھائی شروع کر دی۔ جس سے ہر ایک شخص کے دل میں وساوس و شکوک کا سمندر موجزن ہو گیا۔ اس حالت میں خدا تعالیٰ نے قادیان کی زمین کو دنیا کے لئے چنا۔ تاکہ وہ اس جگہ آکر امن حاصل کریں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے کہلوایا ؎

زمین قادیاں اب محترم ہے
ہجوم خلق سے ارض حرم ہے

جیسے حرم کی زمین دنیا کے لئے حرم بن گئی۔ اور لوگ دنیا کے کناروں سے اس طرف دوڑ کر جانے لگے۔ اسی طرح قادیان کی زمین ہر اس انسان کے لئے حرم بن گئی۔ جو اس بدامنی اور بے دینی کے زمانہ میں امان حاصل کرنی چاہتا ہے۔ اور وہ اس ہجوم خلق میں حصہ لیکر خود ایک آیۃ اللہ بن جاتے ہیں۔

پس وہ ــــ جو چاہتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ کے منشاء کو پورا کرنے والے ٹھیریں۔ اور جو یہ چاہتے ہیں۔ کہ انکا نام خدا تعالیٰ کی اس فہرست میں لکھا جائے۔ جو اس پیشگوئی کو پورا کرنیوالوں کی ملائکہ کے ذریعے تیار ہوتی ہے۔ وہ آج سے یہ عزم کر لیں۔ کہ وہ اس سال اپنے اور اپنے بال بچوں کی حاضری سے قادیان کے ہجوم کو بڑھائینگے۔

قادیان کی حاضری سے صرف یہی بات پوری نہیں ہوتی۔ کہ ایک پیشگوئی پوری ہوتی ہے۔ بلکہ ہمارا ایمان غیر معمولی طور پر ترقی کرتا ہے۔ اور ہم میں زندگی کی ایک جدید روح پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اس زمانے میں جبکہ خدا تعالیٰ کے وجود سے انکار کیا جا رہا تھا۔ اور دہریت کی اشاعت پر لوگ اپنا وقت اور روپیہ پانی کی طرح بہا رہے تھے۔ اور دنیا یہ سمجھ رہی تھی۔ کہ واقعی خدا کا خیال ایک وہم سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔

انبیاء ایک ایسے لوگ ہیں۔ جو دنیا کی اصلاح کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔ اور وہ مذہب اور خدا کے نام سے یونہی لوگوں کو ڈرا کر اخلاقی اصلاح کرنی چاہتے ہیں۔ ورنہ اصل میں نہ کوئی خدا ہے اور نہ کوئی نبوت ہے۔

الہام ایک وہم یا خیال کا نام ہے۔ جو ان اشخاص کو جو خاص قوائے سے لیکر پیدا ہوتے ہیں ہو جاتا ہے۔ ورنہ کوئی آواز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں آتی۔

اور جنت اور دوزخ کا فلسفہ کچھ نہیں۔ یہ موہوم خیالات کا مجموعہ ہے۔ اس طرح سے مذہب کی ہر ایک حقیقت سے انکار کیا جاتا تھا۔ اور نہ صرف انکار کیا جاتا تھا۔ بلکہ اس انکار کے لئے دلائل پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی تھی۔ عمدہ سے عمدہ کتابیں۔ اعلیٰ سے اعلیٰ لٹریچر شائع کیا جاتا۔ اور اسکی اشاعت کیجاتی۔

اسی پر بس نہ کرتے ہوئے

انبیاء کے وجود پر ایسے الزامات لگائے جانے لگے۔ کہ جس سے لوگوں کے دلوں سے انبیاء کی عظمت اور عصمت مٹ جائے اور یہ سمجھا جائے۔ کہ وہ ایک عام پوزیشن کے انسان سے بہتر حالت نہیں رکھتے تھے۔ اور اس طرح مذہب کا کوئی اثر باقی نہ رہے۔ الغرض دنیا میں خطرناک اضطراب تھا۔ مذہب کے نام سے بیزاری عام ہو رہی تھی۔ اس وقت خدا تعالیٰ اگر خاموش رہتا۔ تو مخلوق کی روحانی تباہی میں کوئی شک نہ رہتا۔ اسلئے خدا تعالیٰ نے ان تمام حجابوں کو چاک کر دینا چاہا۔ اور اپنی تجلیات کا تخت گاہ قادیان کو بنا لیا۔

اور اس سرزمین سے بولا۔ اور اس نے کہا۔

الیس اللہ بکاف عبدہٗ

یعنی دنیا کے علائق تجھ سے قطع ہو جائینگے۔ مخالفوں کی آندھیاں چلیں گی۔ اور انسانی ہاتھ تجھ کو کچلنے کے لئے بلند ہونگے اس وقت ہراساں نہ ہونا۔ کیونکہ تو میرا بندہ ہوگا۔ اور میں تیرا رب ہونگا۔ اور میں ہی تیرے لئے کافی ہونگا۔

پھر اسے کہا۔ انی معک۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ ویاتون من کل فج عمیق۔ اور اس قسم کی سینکڑوں تسلیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو دیں۔ تب دنیا نے اسکی مخالفت میں ایک خطرناک طوفان برپا کر دیا۔

دنیاداروں کو یوں معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس طوفان سے وہ وحید وطرید بچ نہیں سکتا۔ لیکن جب ظلمت کے پردے چاک ہوئے۔ تو معلوم ہوا۔ کہ

نوح کی سی قوت دی گئی۔

وہ اس کے ساتھی بچ گئے۔ اور اس کے دشمن ہلاک کر دئے گئے۔

اور وہ ایک سنگین چٹان پر کھڑا تھا

اور کفر والحاد دھوئیں کے بادلوں کی طرح سر پر سے گزر گئے تو لوگوں نے دیکھا۔ کہ خدا تعالیٰ کے بندہ کی باتیں پوری ہوئیں۔ اور دنیا نے دیکھا۔ کہ واقعی خدا بولتا ہے۔ انہیں معلوم ہوا۔ کہ الہام کا دروازہ آج بھی کھلا ہے۔ اور انہوں نے جانا کہ۔ انبیاء اور انکی تعلیمیں سب سچی ہیں۔ اور وہ جو اس کے خلاف کہتے تھے۔ سب مفتری اور کذاب تھے۔ اس طرح خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے نبی کے ذریعے نہ صرف اپنے چہرے کو ظاہر کیا۔ بلکہ تمام صداقتوں پر ایک ابدی مہر لگا دی۔

پس قادیان ان تمام ایسی تجلیوں کا تخت گاہ ہے ہر وہ شخص جو قادیان میں آتا ہے۔ اگر خدا تعالیٰ نے اسے چشم بصیرت دی ہے۔ تو وہ ہر مکان کے پاس سے گزرتے ہوئے ایک روحانی غذا کو پاتا ہے۔ وہ صلحاء امت کے اجتماع سے ایک چشمۂ ہدایت کو پالیتا ہے۔ پھر اس سے بڑھ کر وہ اپنے اندر آیات اللہ کی تلاوت کا جوش پاتا ہے۔ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس قادیان میں پہلے انبیاء اور صلحاء کی پیشگوئیاں پوری ہوئیں۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کی سچائی کا معائنہ کرتا ہے۔ اور پھر اس زمانے کے راستبازں کی زندگی کے تمام اوراق کا چشم بصیرت سے مطالعہ کرتا ہے۔

اس پر بس نہ کرتے ہوئے۔ اس زمانے کے مصلح موعود کے وجود سے وہ فیض حاصل کرتا ہے۔ جو آج دنیا کی کسی بستی سے نہیں مل سکتا۔ اس کے اندر آسمانی نور سرایت کرتا ہے وہ زندہ خدا کو دیکھتا ہے۔ اور زندہ خدا کے کاموں کو دیکھتا ہے۔ اس کے اندر پاکیزگی پیدا ہوتی اور وہ سرور اور امن اور فلاح کے چشموں پر جیسے ڈال دیتا ہے۔

اب میں پوچھتا ہوں کہ کون ہے؟ جو اس نور سے حصہ نہ لینا چاہے۔ اور کون ہے؟ جو اس آسمانی دولت سے خزانے بھرنے نہ چاہے۔ پس ہر انسان کا فرض ہے۔ کہ وہ آج ہی سے تہیہ کرے۔ کہ وہ خود اور اپنے اہل و عیال کو لیکر ان ایام میں قادیان پہنچ جائیگا۔ دیکھو رمضان کے آخری ایام ہیں ان ایام میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اور قبولیت کے لئے اس مقام سے بہتر کونسا مقام ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ اس زمانے کے مامور و مرسل کی دعائیں سنتا رہا۔

اور آج بھی

اس زمانے کے مصلح موعود کی دعائیں سن رہا ہے۔ پس ان ایام سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاؤ۔

شاید کہ نتواں یافتن دیگر چنیں ایام را

(محمود احمد عرفانی)

اگر آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کے متعلق ایمان افروز ابواب کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں۔ تو "الحکم" خریدیں۔ سالانہ قیمت صہ

خریداران "الحکم" سے ایک بات

مجھے بار بار ان احباب کا جو قیمتیں ادا کرنے کے عادی نہیں ہیں۔ شکوہ کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔ اسلئے کہ یہ بات ایک احمدی کے وقار کو سخت صدمہ پہونچانے والی اور دشمنان سلسلہ کو اعتراض کا موقعہ دینے والی بات ہے مگر یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ اگر ایک قلیل الاشاعت اخبار کے خریداروں میں سے دس فیصدی خریدار بھی ایسے ہوں جو بار بار دی۔ پی واپس کر کے اخبار کو زیر بار کریں۔ اور بالآخر سال کے آخر پر پرچے پر لکھدیں "مکتوب الیہ لینے سے انکاری ہے واپس جائے"۔ اور پھر خاموش ہو جائیں۔ اور مالک اخبار کی رقم کے متعلق یہ یقین کر لیا جائے۔ کہ اگر ہم اسکو نہ دیں۔ تو کوئی بڑا نقصان نہیں ہوگا۔

میں پورے یقین سے کہتا ہوں۔ کہ جو شخص بھی ایسی حرکت کرتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس امر کا اسی طرح جواب دہ ہوگا۔ جیسے کسی دوسری خیانت کا۔ یہ طریق نہ صرف سلسلہ کے وقار کو صدمہ پہنچانے والا ہے۔ بلکہ خود اس شخص کے ایمان کو صدمہ پہنچانے والا ہے۔

گزشتہ سال بارہ سو روپیہ کے قریب رقم خریداروں کی طرف رہ گئی۔ اور وہ پھر ادا نہ ہو سکی۔ الا ماشاء اللہ۔

اس سال سولہ سو روپیہ کے قریب رقم باقی رہ گئی۔ اور اس کا بھی ویسا ہی حشر نظر آتا ہے۔

"الحکم" کا ہر ایک ہمدرد خود اندازہ لگائے۔ کہ جس قلیل الاشاعت اخبار کی اٹھائیس سو روپیہ کی رقم دو سال میں باقی رہ جائے اس کی زندگی خطرے میں ہوگی۔ یا نہیں۔

اس کے بالمقابل اگر اخبار کی اشاعت میں تاخیر ہو یا التوا ہو۔ یا کاغذ ناقص لگے۔ یا طباعت میں سقم ہو۔ یا لکھائی اعلیٰ درجے کی نہ ہو۔ تو اس کی تمام خدمات کو نظر انداز کر کے یکدم یہ حکم لگا دیا جاتا ہے۔ کہ یہ اخبار تو کبھی وقت پر نکلا ہی نہیں۔ اور یہ خیال نہیں کیا جائیگا کہ ہم نے اخبار کی قیمت نہیں دی۔ اس کو بھی ادا کرنا چاہیئے۔ اخبار کو خریدار دیکر اسکی اعانت کرنی چاہیئے۔ بہت سے اخبارات اس طرح اپنے احباب کی بے توجگی سے بند ہو جاتے ہیں۔

"الحکم" کی زندگی

اگر صرف خریداروں کی نظر عنایت پر ہوتی تو اس دور جدید میں بھی بند ہو جاتا۔ بہت سا روپیہ خانگی طور پر قرض لیکر اس میں لگایا گیا۔ اور جسکی واپسی کی ابتک کوئی صورت نہیں ہوئی۔

کیا یہ تعجب کی بات نہیں

کہ اب تین ہفتہ کے بعد جب "الحکم" سال نو میں قدم رکھے گا۔ اس کے دفتر کے پاس ایک روپیہ بھی موجود نہیں۔ جس سے وہ کام چلا سکے۔ جن اخبارات کا نہ کوئی بجٹ ہو۔ اور نہ کوئی فنڈ ان کی زندگی بھی کوئی زندگی ہے۔ وہ ہر وقت موت کے ساتھ جنگ کرتے رہتے ہیں۔ ظاہر بین آنکھیں ان کے مالکوں کی محبت کی داد نہیں دیتیں۔ بلکہ ان پر اعتراضات کی بوچھاڑ کر کے اور بھی حوصلے پست کر دیتی ہیں۔ الحکم نے سیرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمع کرنے اور سیرت صحابہ مسیح موعود علیہ السلام کے جمع کرنے کا کام کیا ہے۔ وہ بے نظیر ہے۔

اور میرے پاس خطوں کے بنڈل ایسے خطوط کے موجود ہیں جنہوں نے اس خدمت کو یاد کر کے الحکم کی تعریف کی۔ مگر نتیجہ کیا ہے "الحکم" ان تعریفوں سے زندہ نہیں رہ سکتا۔ اس کے زندہ رکھنے کے لئے روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس کی طباعت کا بل تعریف کے خط سے ادا نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے ٹکٹ اس طرح خریدے نہیں جا سکتے۔

پھر کیا یہ سمجھا جائے

آپ اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں کرتے۔ میں سال کے آخیر پر اپنی اس داستان غم کو رکھکر آپ سے مطالبہ کرتا ہوں۔ کہ اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ اخبار "الحکم" زندہ رہے۔ تو آپ اپنی قیمت شروع سال میں نقد ادا کر دیں۔ اور جدید خریداران سے اخبار کی مدد کریں۔ ورنہ میں یہ سمجھونگا۔ آپ "الحکم" کی خدمات کی کچھ قدر نہیں کرتے۔ اور آپ کی محبت الفاظ سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔

اس سال جدید کے پہلے مہینے میں نے گزشتہ بقائے صاف کرنے کی پوری کوشش کی۔ جو لوگ قیمتیں ادا نہیں کرینگے۔ ان کے نام اخبار بند کر دیا جائیگا۔ اور ان سے قیمتیں وصول کرنے کی کوئی اور صورت اختیار کی جائیگی۔

جن احباب کے نام مفت اخبار جاتا رہا ہے۔ ان کے نام آئندہ اخبار بند کر دیا جائیگا۔ مفت لینے والے احباب نوٹ کر لیں

میں آخیر میں پھر یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ آپ مجھے اس قابل بنا دیں۔ کہ میں اس قسم کی شکایت کا اعادہ نہ کروں اس لئے کہ میرے لئے سب سے زیادہ تکلیف دہ بات یہ ہے۔ کہ میں ایسے قصے کا اعادہ کروں جو میرے احباب کے وقار کو صدمہ پہنچانے والا ہے۔

(محمود احمد عرفانی)

دو قانون شکن احراری گرفتاری اور سزا

قادیان ۱۳ر دسمبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ آج دو احراری ابو القاسم شاہجہانپوری اور جان باز امرتسری سے جن کو امن شکن حرکات سے باز رکھنے کے لئے بٹالہ میں یہ نوٹس مل چکا تھا۔ کہ وہ قادیان میں داخل نہ ہوں۔ قانون شکنی کی۔ جس پر ان کو گرفتار کر کے مسٹر ڈزنی ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا گیا۔ جو قادیان میں موجود تھے۔ اور انہوں نے ضابطہ کی کارروائی کرتے ہوئے دونوں کو ساڑھے تین ماہ قید اور علی الترتیب پچاس اور پچیس روپیہ جرمانہ اور بصورت عدم ادائیگی جرمانہ پندرہ دن کی مزید قید کی سزا دی۔ اور پولیس مجرموں کو گورداسپور لے گئی۔

جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والے غیر احمدی اصحاب کے متعلق ضروری گذارش

اخبارات سلسلہ میں جلسہ سالانہ میں شمولیت کیلئے جو اعلانات شائع ہو چکے ہیں۔ اور جن میں شریف اور مشتاقان حق اصحاب کو قادیان آنے کی دعوت دی گئی ہے۔ ان کے متعلق یہ وضاحت کی جاتی ہے۔ کہ (۱) ایسے اصحاب کو کسی نہ کسی احمدی کی ذمہ داری پر تشریف لانا چاہیئے (۲) جنہیں ہماری طرف سے دعوت پہنچے وہ تشریف لائیں۔ (۳) جو اپنے طور پر آنا چاہیں۔ وہ تشریف آوری سے قبل اطلاع دیکر دعوت نامہ ۳ حاصل کر لیں۔ تاکہ ہم ان کی رہائش وغیرہ کے متعلق انتظام وغیرہ کر سکیں۔ ان تینوں طریقوں کے علاوہ اگر کوئی آئیگا تو وہ ہمارا مہمان نہیں ہوگا (ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

سیرت المہدی کا ایک ورق

(از جناب الحاج مولانا عبدالرحیم صاحب نیر مبلغ سلسلہ احمدیہ)

مجھے ویدانت کا بہت شوق تھا۔ ایک ہندو ویدانتی سے میں تصوف پڑھا کرتا تھا۔ ایک دن علم العلی کا ذکر ہوا۔ میں نے پوچھا وہ کیا ہوتا ہے۔ تو باواجی نے کہا۔ جو محمدؐ کو اور مرزا قادیانیؑ کو ہوا۔ میں نے بار بار قادیان کا حال پوچھا مگر انہوں نے نہ بتایا۔ پھر میں نے ایک مولوی صاحب سے پوچھا۔ تو اس نے بتایا۔ کہ مرزا قادیانیؑ معمولی منشی آدمی تھا۔ مگر جب علماء نے اعتراض کیا۔ تو اب وہ عربی ایسی کیفیت سے لکھتے ہیں کہ عقل حیران ہوتی ہے۔ میں نے اس سے حضرتؑ کی کوئی کتاب مانگی۔ تو اس پر مولوی صاحب نے مجھے "ست بچن" دی جب میں نے اسکو پڑھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ یہ شخص کوئی دنیادار نہیں۔ بلکہ خدائی انسان ہے۔ تب مجھے شوق پیدا ہوا۔ چنانچہ میں نے "ازالہ اوہام" پڑھنا شروع کیا۔ اور ایک رسالہ کے ٹائیٹل پیج پر جب میں نے پڑھا ؎

ماننے میں اس مسیح کے کیا نہیں انکار ہم
جسکی مماثلت کو خدا نے جتا دیا!!!
حاذق طبیب پاتے ہیں تم سے یہی خطاب
خوبوں کو بھی تو نے مسیحا بنا دیا

میں قادیان آیا۔ ان اشعار نے ہم پر حقیقت کا انکشاف کیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد مبارک میں تشریف رکھتے تھے۔ جب میں آیا تو اس وقت گورداسپور کے مقدمہ کے متعلق باتیں ہو رہی تھیں۔ میرے دل میں شک پیدا ہوا۔ کہ مساجد تو ذکر الٰہی کے لئے ہوتی ہیں۔ مگر یہاں مقدمات کی باتیں ہو رہی ہیں۔ آخر آپؑ سے عرض کیا گیا۔ کہ حضور بیعت لے لیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ذرا ٹھہرو۔ تین دن بعد میرے تمام شکوک رفع ہو گئے۔ اور اور میں نے بیعت کے لئے عرض کیا۔ تو حضور نے فوراً بیعت لے لی۔ میں نے ۱۹۰۲ء میں بیعت کی۔

میں گاہے گاہے آتا رہا۔ آخر ملازمت کے سلسلہ میں اودھ چلا گیا۔ اور وہاں سے ہر سال آیا کرتا۔ ایک سال حضرت مسیح موعود علیہ السلام گورداسپور میں تشریف فرما تھے۔ میں اور خانصاحب ذوالفقار علی خاں صاحب دونوں گورداسپور پہنچے۔ وہاں ایک پادری گارڈن نامی جس کا گرجا حضور کی فرودگاہ کے قریب تھا۔ کہنے لگا۔ کہ موجودہ زمانہ تو ایسا ہے جیسے مسیح کا۔ تو میں نے کہا۔ کہ مسیح تو پھر آگیا ہے۔ ابھی میں اتنا ہی کہنے پایا تھا۔ کہ حضرتؑ کی تقریر کی آواز پہنچی۔ آپ فرما رہے تھے تم دو وکیل ہو۔ (خواجہ کمال الدین صاحب اور مولوی محمد علی صاحب) تم نے شک مجھے چھوڑ دو۔ مجھے الہام ہوا ہے۔ "فاتخذنی وکیلا" میرا وکیل تو اللہ ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب قادیان روانہ ہوئے۔ میں بھی آپ کے ساتھ پیدل روانہ ہوا۔ جناب مفتی محمد صادق صاحب رتھ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اور مجھے ان پر رشک آتا تھا۔ راستے میں حضور معرفت کی باتیں کرتے آرہے تھے۔ میں نے عرض کی۔ حضور! لکھنؤ میں مسٹر نیو مدنا نے تقریر کرتے ہوئے کہا۔ ۱۵ برکات اسلام نے ہندوستان کو دی ہیں۔ اس پر آپ خاموش رہے۔ ذرا سی دیر کے بعد حضرت مفتی صاحب نے پوچھا۔ حضرت یہ آم کہاں سے آیا ہے۔ فرمایا مقطعات ہر جگہ چلتے ہیں۔ ا۔ اللہ اور م محمدؐ مجھے تو اسلام کی ہی بو آتی ہے۔

میں ہر سال آیا کرتا تھا۔ آخر سن ۱۹۰۵ء میں جو میں آیا تو میں نے دیکھا کہ حضور علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ کوئی فارسی کوئی عربی اور کوئی اردو نظمیں پڑھتا ہے۔ میں نے سوچا کہ کسی طرح میں بھی کوئی نظم لکھوں۔ اتنے میں ایک بوڑھے سے آدمی آئے۔ اور کہا۔ کہ حضور نظم ہے۔ سن لیجئے۔ فرمایا ہاں پڑھو۔ اس میں ایک شعر تھا۔

"انہم لا یرجعون وچ قرآنے آیا"

آپ نے بڑی تعریف کی۔ اس سے میری بھی ڈھارس بندھی اور میں نے پوربی زبان سیکھنی شروع کی۔

ایک سال بعد پھر آیا۔ اور "کرشن اوتار" ایک نظم لکھ کر لایا۔ میں نے وہ پڑھکر سنائی۔ حضور بہت خوش ہوئے۔ گھر میں جا کر تعریف کی۔ اور مجھ سے نظم منگوائی یہ نظم ایسی مقبول ہوئی۔ کہ بچے کودتے کھیلتے پڑھتے تھے

میرے احمدؐ کرشن اوتار و
لیکھرام سا دشٹ پچھاڑ و

ایک دن مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ نے ایک خط حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو دیا۔ جس میں لکھا تھا۔ کہ میں نشان نہیں چاہتا۔ بلکہ آپ قسم کھا کر کہیں۔ کہ کیا آپ خدا کی طرف سے ہیں۔ آپ نے بلا توقف دست مبارک سے لکھا۔

"میں اوس خدا کی قسم کھا کر جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہتا ہوں۔ میں وہی مسیح موعود ہوں۔ جس کی نسبت پہلے سے خبریں دی گئی ہیں۔"

ہاں میری اس پوربی نظم میں ایک فقرہ تھا۔

تنک تجر یا کینو ہمری ریدر گوپال
اے گوپال ذرا ہماری طرف بھی نظر کیجئے

آپ نے نظر اٹھائی اور میری طرف دیکھا۔ میں نظر کا شکار ہو گیا۔ قادیان سے جاتے وقت رونا آتا تھا۔ اور بہت قلق ہوتا تھا۔ ایک دوسرے موقعہ پر حضرت صاحب نے فرمایا۔ کہ پنجابیوں نے ہر رنگ میں تبلیغ کی جس طرح انہوں نے کی ہے۔ کسی نے نہیں کی۔ اور امر واقعہ بھی یہی ہے۔ کہ پنجابی شاعروں نے بہت سے قصے لکھے۔ اور تبلیغ احمدیت کی۔

جب میں واپس جانے لگا۔ اور اجازت چاہی۔ تو آپ نے فرمایا۔ دوبارہ آنے کا جلد ارادہ رکھیں۔ کیونکہ یہ ضروری ہے۔ تجربہ کار لوگوں نے بتلایا کہ اب تم باہر نہیں ٹھیر سکتے۔ قادیان میں ہی رہو گے۔ میں قادیان سے چلا تو گیا۔ مگر مجھے حضور کے دیدار کی پیاس تھی۔ کچھ دن بعد مولوی محمد علی صاحب نے لکھا۔ کہ مدرسہ میں ایک ہیڈ ماسٹر کی جگہ خالی ہے چلے آئیں۔ میں نے جواب دیا۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود فرمائیں تو آجاتا ہوں۔ مولوی محمد علی صاحب نے میرا خط حضرت اقدس کے حضور پیش کر دیا۔ آپ نے اپنے دست مبارک سے لکھا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ
میں آپکے آنے پر بہت خوش ہوں آپ ضرور آجاویں مرزا غلام احمدؐ"

چنانچہ میں فوراً آگیا۔ اور حضور کی صحبت سے فیضیاب ہوا۔

شکریہ احباب وانصار الحکم

میں نے اس اخبار میں کسی جگہ ایسے احباب کا سخت شکوہ کیا ہے۔ جن کی وجہ سے اخبار کو نقصان پہنچتا ہے۔ جہاں میں نے ایسے احباب کا شکوہ کیا ہے۔ وہاں میرا فرض ہے۔ کہ میں ان تمام انصار الحکم کا قلبی شکریہ ادا کروں جو الحکم کی مالی مدد میں پیش پیش رہے ہیں۔ اور پھر وہ جنہوں نے وقت پر اس کی قیمت ادا کر کے میرا ہاتھ بٹایا حقیقت یہ ہے۔ کہ ایسے ہی انصار اور معاونین کا وجود الحکم کے قیام وبقا میں میرا معاون ہوا ہے۔ میں ان تمام معاونین کا سال کے اخیر میں قلبی شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور ان کے اموال اور زندگیوں کی برکت کا خدا سے خواہاں ہوں۔ ساتھ ہی سال جدید کے لئے میں ان سے توقع رکھتا ہوں۔ کہ وہ پہلے سے زیادہ مالی مدد میں حصہ لینگے۔

(جزاہم اللہ احسن الجزا) (محمود احمد عرفانی)

یہاں اگر مدرسہ سے جو وقت ملتا اس وقت میں آپکی صحبت میں بیٹھتا۔ آپ کی صحبت کے چند واقعات لکھتا ہوں

(۱)

ایک دفعہ آپ کو یہ کہتے ہوئے سُنا۔ چراغاں کرنے میں حرج نہیں۔ اور ایمپائر ڈے آگیا۔ اور میں نے حضور کی اجازت سے چینیوں میں بنولے ڈالکر مغرب کے وقت سارے بورڈنگ کی چھتوں پر روشنی کردی۔ ہم سے جواب طلبی ہوئی۔ مگر حضور کی اجازت پیش کرنے پر افسر چپ ہوگئے۔

(۲)

ایک دفعہ ہم نے فٹ بال کا میچ امرتسر میں جاکر کھیلا خالصہ سکول کے لڑکوں سے مقابلہ کیا۔ جس میں ہم جیتے۔ اور ایک جلوس بناکر اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے امرتسر کے بازاروں میں پھرنے لگے۔ حضور سے باجابجانے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دیدی۔ ہم دف بجاتے ہوئے قادیان میں آگئے اور بڑی خوشی منائی۔ اسلامی سلطنت کے جانے کے بعد سکھوں اور بعد میں انگریزی عملداری آنے پر امرتسر کبھی کسی نے اللہ اکبر کے نعرے نہیں سنے تھے۔ قادیان نے نعرۂ تکبیر سب سے پہلے بلند کیا۔

(۳)

ایک دفعہ ہم نے مشاعرہ منعقد کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اجازت مانگی آپ نے اجازت دیدی۔ ہم نے وقت مقررہ پر مجلس جمائی۔ بڑے بڑے لوگوں نے مخالفت کی۔ مگر چونکہ حضرت صاحب نے اجازت دیدی تھی۔ کوئی ہمیں دبا نہ سکا۔ اس مجلس مشاعرہ میں مصرع طرح ع "سنبل جاؤ کہ وقت امتحان ہے" تھا

(۴)

ایک دفعہ مولوی شیر علی صاحب سے مدرسہ کی کھیلوں کے متعلق میرا اختلاف ہوا۔ اسی اختلاف رائے کی وجہ سے مولوی صاحب نے تہجد میں میرے لئے دعا کی۔ اور میں نے ان کیلئے دعا کی مجھے ایک کے ٹکڑے پر لکھا ہوا دکھایا گیا۔

جب میرے لڑکے گورداسپور گئے۔ تو عین میچ کے وقت سخت بارش آئی۔ اور میچ نہ ہوسکا ہمارے لڑکوں نے اللہ اکبر کے نعرے لگائے اور کہا۔ کہ الہام پورا ہوگیا۔ حضرت صاحب نے اپنے دست مبارک سے لکھا۔ کہ آپ کے الہام کا پورا ہونا آپ کے صفائی قلب کی علامت ہے

(۵)

ایک دفعہ میں سخت بیمار ہوا۔ اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب نے بتایا۔ کہ یہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں لکھا۔

"سیدی و مولائی! میرے لئے دعا کریں۔ جو حضور نے نواب صاحب کے لڑکے عبد الرحیم کے لئے کی تھی۔ میں حضور کی کامیابی دیکھ سکوں۔ اور اس میں حصہ لوں"

آپ نے جواب دیا۔ "میں نے آپ کے لئے دعا کی ہے۔ تا صحت یاد دلاتے رہیں" میں نے اپنے دوستوں میں اعلان کردیا کہ میں اب اس مرض میں نہیں مرتا۔ میں ایسا سخت بیمار تھا۔ کہ میری مرض کو گیلوپنگ کنز (نعوذ) نشخیص کیا گیا تھا۔

(۶)

میری شادی ہوئی میں معمولی حیثیت کا آدمی تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ سید عزیز الرحمان کو لکھو۔ کہ لڑکی کو چھوڑ جائیں میں نے عرض کیا۔ حضور آپ مجھے جانے دیں۔ چنانچہ آپ نے مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب کو میرے ہمراہ بریلی بھیج دیا۔

(۷)

فرمایا۔ میں نے دو میز رکھے ہوئے ہیں۔ اور چلتے ہوئے عبارت لکھتا ہوں۔ کیونکہ چلتے ہوئے لکھی جانیوالی عبارت چلتی ہوئی ہوتی ہے۔ پھر فرمایا۔ آجکل کے الہامات الہامات نہیں۔ بلکہ

غزل

از بسکہ اُس کا دامنِ رحمت دراز ہے
میرے سرِ نیاز کو سودائے ناز ہے

واعظ کو زہدِ خام نے محروم کردیا
یاں میکدہ میں گردشِ جام حجاز ہے

سوزِ کمال گنجِ دلِ شہریار ہے
سازِ جمال حلقۂ چشمِ ایاز ہے

اُس بُت کے انتخاب میں ہے سرِ وحدۃ
عشقِ مجاز میرا حقیقت نواز ہے

پیتے ہیں رو بقبلہ جھکا کر سرِ نیاز
بس اتنا خوب و زشت میں یاں امتیاز ہے

شبنم شفق ہے خونِ تمنائے آفتاب
یعنی زوالِ حُسن کا افشائے راز ہے

(شبنم سرحدی بی۔ اے)

یہ کثرت ہے کہ اب اس کو وحی کہنا چاہیئے۔ وحی ہے۔

فرمایا۔ حقیقۃ الوحی اسلسلہ میں تعزیرات ہند کی طرح ہے۔ اس کی دفعات نشانات ہیں۔ جو اختلافات کا فیصلہ کیا کریں گے

(۸)

ایک دن مولوی محمد علی صاحب حضرت صاحب کے حضور بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے بڑے جلال سے فرمایا۔ کیا دنیا میں ایم۔ اے نہیں ہیں۔ انگریزی دان نہیں؟ آخر آپ کی تحریر میں کیا خوبی ہے؟ اگر مجھے چھوڑ دوگے تو دنیا کے سامنے کونسا اسلام پیش کروگے؟

(۹)

ایک انسپکٹر تھے۔ لوگوں نے کہا تھا۔ کہ یہ بڑے لڑکے فیل کیا کرتا ہے۔ اس نے ملنے کی خواہش کی۔ اور میں آپ کو مسجد میں لے آیا۔ حضرت نے کھڑے ہوکر تعظیم کی۔ بعد فرمایا۔ بعض لوگ ہوتے ہیں۔ وہ لڑکوں کو پاس کردیتے ہیں۔ اور انہیں ترقی کا موقعہ دیتے ہیں۔ ایسے اچھے لوگ بھی ہوا کرتے ہیں۔

(۱۰)

ایک دفعہ لاہور میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چہرہ مبارک سُرخ ہوگیا۔ اور بار بار غصہ میں فرماتے تھے۔ کہ رسول صلعم کو گالیاں دی جائیں۔ اور ہمارے آدمی وہیں بیٹھے رہیں کیوں اٹھکر چلے نہ آئے۔

(۱۱)

جب مبارک احمدؑ فوت ہوئے تو حضرت صاحب کو دفن کے لئے کچھ انتظار کرنا پڑا۔ حضور نے اس موقعہ پر صبر کی تلقین کی۔

(۱۲)

حضور اکثر —— فرمائش کرکے سورۂ دہر سنا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ بسراؤں کی طرف جاتے ہوئے بیٹھ گئے۔ اور سورہ دہر سنی۔ ایک عرب کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اگر پہلے لوگ احمدی اپنے فرقہ کا نام رکھ لیتے۔ تو ہمارے لئے مشکل ہوتی۔ اب خدا کا فضل ہے۔ کہ ہمیں احمدی کا نام مل گیا۔

(۱۳)

سیر میں لوگ پروانوں کی طرح آپ کے ساتھ ہوتے تھے۔ اگر آپ کی چھڑی کسی کے پاؤں کے نیچے آکر گرجاتی۔ تو آپ کچھ نہ کہتے۔ اور آہستہ سے اٹھا لیتے۔

ایک دفعہ حضور امرتسر گئے۔ اور لال تھیٹر سے جب لیکچر نہ ہونے کی وجہ سے آپ واپس آگئے اور مکان پر پہنچے۔ تو ایک شخص نے کہا۔ السلام علیکم یا مہدی معہود مسیح موعود میں آپ کو وہ سلام پہنچاتا ہوں۔ جو آنحضرت صلعم نے مہدی کو کہا ہے۔ فرمایا اس میں پیشگوئی ہے۔ کہ مہدی سلامت رہیگا۔

(۱۴)

سید محمد علی شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ لاہور میں زمینوں کے متعلق اہم مقدمہ تھا۔ ایک دن حضرت صاحب بڑے وش خوش اُترے تھے۔ میں نے سمجھا شاید جیت آئے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ فرمائیے کیا حال ہے۔ فرمایا جو حق تھا وہ ہوگیا۔ پوچھا کیا۔ فرمایا مقدمہ خارج ہوگیا۔

(۱۵)

لاہور احمدیہ بلڈنگس خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان پر آخری مرتبہ جب حضور تشریف لائے۔ عصر کے بعد

فرمایا۔ کئی دن سے دست آرہے ہیں۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ گویا میرا جسم اندر سے کھوکھلا ہو گیا ہے۔ ایک آدمی نے کچھ بعثت کے متعلق سوال کئے مگر آپ نے فرمایا۔ ہم اپنا کام ختم کر چکے ہیں۔

حضرت کے انتقال کے وقت میں لاہور سنٹرل ٹریننگ کالج کا طالب علم تھا۔ وفور محبت سے خبر وفات کی خبر سنکر ایک جنون سا ہو گیا۔ میں خیال کرتا تھا۔ کہ حضرت تین دن کے بعد زندہ ہو جائیں گے۔

جب تک آپ کا جنازہ لحد میں نہیں رکھا گیا۔ میں یہی سمجھتا رہا۔ کہ حضور پھر زندہ ہو جائیں گے۔

آپ کے وقت کی خصوصیات

(۱) مردوں، عورتوں اور بچوں کو خواب اور کشوف ہوتے رہتے تھے۔

(۲) احمدی تہجد کی نماز فرض سمجھتے تھے۔

(۳) مدرسہ کے بچے احکام شرعیہ کے بڑے پابند تھے۔ [illegible] کا انتظام پورا ہوتا تھا۔

(۴) شاذ ہی کوئی احمدی کو داڑھی منڈاتا یا سگریٹ پیتا ملتا تھا۔

(۵) نماز میں سب روتے تھے۔ فجر کی نماز میں تو چیخیں نکل جاتی تھیں۔

(۶) نشانات الٰہی کے موقعہ پر سب لوگ دعا کرتے تھے۔ اور پورا ہونے پر خوشیاں مناتے تھے۔

(۷) باہمی جھگڑوں کی بڑی جلدی صفائی ہو جاتی تھی۔

(۸) ہر وقت ہمارے بچے یہ باتیں کرتے تھے۔ کہ میں امریکہ جاؤنگا۔ میں انگلینڈ جاؤنگا۔ اور اسلام کا جھنڈا گاڑوں گا۔

(۹) کوئی کتنا ہی مایوس کیوں نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چہرہ کو دیکھ کر سب کلفتیں بھول جاتا تھا۔

(۱۰) ایک دوسرے سے بہت محبت تھی۔

دفتر الحکم کی کتابوں میں رعائیت

سالانہ جلسہ کی تقریب پر اسی سال دفتر الحکم کی مطبوعہ کتب میں بہت بڑی رعائیت کر دی جائیگی۔ ترجمۃ القرآن کے پارے ۲۴-۲۵-۲۶-۲۷-۲۸-۲۹-۳۰-۱۵-۱۶-۱۷ کا مکمل سٹ صرف ۲ر میں ملینگے۔ سیرت مسیح موعود علیہ السلام اور مکتوبات احمدیہ کے حصوں میں بھی نمایاں رعائت کردیجائیگی احباب اس رعایت سے فائدہ حاصل کریں۔ (مینیجر الحکم بکڈپو)

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ بابت ۱۹۳۵ء

۲۵ر دسمبر ۱۹۳۵ء بروز بدھ مطابق ۲۸ر رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

پہلا اجلاس

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰ سے ۱۰½ بجے تک	افتتاحی تقریر	حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ
۱۰½ سے ۱۱½ بجے تک	وجود باری تعالیٰ کے متعلق فلاسفروں کے غلط اندازے۔	پروفیسر قاضی محمد اسلم صاحب ایم۔اے لیکچرار گورنمنٹ کالج لاہور۔
۱۱½ سے ۱۲½ بجے تک	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وفات مسیح کے متعلق خیالات	مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ
۱۲½ سے ۲ بجے تک	نماز ظہر و عصر	

دوسرا اجلاس

وقت	مضمون	لیکچرار
۲ سے ۲½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۲½ سے ۳½ بجے تک	ذکر حبیب	ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مبلغ امریکہ و انگلستان
۳½ سے ۴½ بجے تک	ختم نبوت کے بارہ میں اقوال آئمہ دین و بزرگان سلف	قاضی محمد نذیر صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل امیر جماعت احمدیہ لائلپور

۲۶ر دسمبر ۱۹۳۵ء بروز جمعرات مطابق ۲۹ر رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

پہلا اجلاس

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰ سے ۱۱ بجے تک	خلافت احمدیہ کے منکرین کی معاندانہ کارروائیاں	مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
۱۱ سے ۱۲½ بجے تک	آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق	سید زین العابدین ولی اللہ شاہ
۱۲½ سے ۲ بجے تک	نماز ظہر و عصر	

دوسرا اجلاس

وقت	مضمون	لیکچرار
۲ سے ۲½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	

۲½ بجے سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی تقریر شروع ہوگی۔

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۵ء بروز جمعہ مطابق ۳۰ر رمضان المبارک ۱۳۵۴ھ

پہلا اجلاس

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	
۱۰ سے ۱۱ بجے تک	موجودہ زمانہ میں اسلام کے خلاف عیسائیت کی جدوجہد	مولوی محمد یار صاحب عارف مولوی فاضل مبلغ انگلستان
۱۱ سے ۱۲ بجے تک	عیسائیوں کے قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراضات کے جوابات	مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ
۱۲ سے ۲ بجے تک	نماز جمعہ و عصر	

دوسرا اجلاس

وقت	مضمون	لیکچرار
۲ سے ۲½ بجے تک	تلاوت قرآن کریم و نظم	

۲½ بجے سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر شروع ہوگی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ ھو الناصر خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

زندہ خدا کا زندہ نشان

یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِئُوْا نُوْرَکَ ۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفُوْا عِرْضَکَ ۔ اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ
لوگ چاہتے ہیں۔ کہ تیرے نور کو بجھا دیں۔ لوگ چاہتے ہیں۔ کہ تیرے ساز و سامان کو اچک کر لے جائیں۔ مگر وہ ایسا نہیں کر سکیں گے۔ کیونکہ میں تیرے ساتھ اور تیرے اہل کے ساتھ ہوں۔

یہ وہ کلام ہے۔ جو آج سے تینتیس سال پہلے ۱۹ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بانیٔ سلسلہ احمدیہ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا۔ وہ دن جاتا ہے آج کا دن آتا ہے۔ متواتر دنیا کے لوگوں نے خدا تعالیٰ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی۔ اور اس متاعِ روحانی کو ٹالنے کی کوشش کی۔ جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا۔ مگر ان تمام بدخواہوں اور دشمنوں کے حصہ میں صرف ناکامی اور نامرادی آئی۔ اور ہر شورش جو دشمن نے اٹھائی۔ اسی کے پیچھے سے رحمت الٰہی کے بادل جھومتے ہوئے آموجود ہوئے۔ اور ہر فتنہ جو معاندین نے برپا کیا۔ اسی کے پیچھے سے اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا خزانہ نمودار ہوا۔ غرض مثنوی رومی کے قول کے مطابق کہ

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ اند
زیر آں گنج کرم بنہادہ اند

ہر ابتلا احمدیت کے لئے رحمت بن گیا۔ اور ہر حملہ اس کی ترقی کے لئے بنیاد بن گیا۔ اور کوئی دن نہیں چڑھتا کہ جس میں احمدیت کا قدم پہلے کی نسبت آگے نہیں بڑھتا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ

انہی حملوں سے جو نصف صدی سے احمدیت پر ہوتے چلے آرہے ہیں۔ ایک حملہ اکتوبر ۱۹۳۴ء میں ہوا۔ اور اس دفعہ ایک جماعت جتھے اور طاقت کے ساتھ خود احمدیت کے مرکز پر حملہ آور ہوئی۔ اور اخلاق و شرافت کے معیار کو بھلا کر ایسے ایسے گندے حملے احمدیت پر کئے گئے۔ کہ شرافت نے سر پیٹ لیا۔ اور انسانیت نے شرم سے اپنا منہ دامن میں چھپا لیا۔ مگر دشمن خوش تھا۔ کہ اس نے بہت بڑا کام کیا ہے۔ اور نازاں تھا کہ ہنسی، تمسخر اور گالیوں کے ذریعہ سے اس نے احمدیت کی عزت کو خاک میں ملا دیا ہے۔ اس وقت سے پہلے دشمنانِ احمدیت سلسلہ احمدیہ کے خلاف یہ اعتراض کیا کرتے تھے۔ کہ یہ لوگ سیاست سے الگ رہتے ہیں۔ اور بزدل اور کمزور ہیں۔ اس دن حملہ کی شکل بدل دی گئی۔ اور یہ کہا گیا۔ کہ احمدی اصل میں حکومت کے مخالف ہیں۔ اور حکومت کے مقابل پر ایک اور حکومت بنانا چاہتے ہیں۔ اور اس مضمون پر اس قدر زور دیا گیا۔ کہ خود حکومت جس کی آنکھوں کے سامنے احمدیت کی تاریخ موجود تھی۔ دھوکہ میں آگئی۔ اور مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب جو اس احرار کانفرنس کے صدر تھے۔ ان پر حکومت نے جو مقدمہ کیا۔ وہ ہر سمجھدار انسان کی نظر میں مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کے خلاف مقدمہ نہ تھا۔ بلکہ احمدیت کے خلاف مقدمہ تھا۔ چنانچہ اس مقدمہ کے دوران میں صدر انجمن احمدیہ کے ریکارڈ منگوائے گئے۔ مجھے کہ امام جماعت احمدیہ کا ہوں۔ عدالت میں گواہی کے لئے بلوا کر تین دن طویل جرح کا نشانہ بنایا گیا۔ سلسلہ احمدیہ کے دوسرے کارکنوں کو بلا کر لمبی لمبی جرحیں کی گئیں۔ اور ہر منصف مزاج نے تسلیم کیا۔ کہ یہ مقدمہ حکومت نے مولوی عطاء اللہ صاحب کے خلاف نہیں کیا۔ بلکہ احمدیت کے خلاف کیا ہے۔ آخر جب مقصد حاصل ہوگیا۔ اور بزعم خود احمدیت کے رازہائے سربستہ کو حکومت اور احرار باہم مل کر افشا کر چکے۔ تو مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ عدالت ماتحت نے مولوی صاحب کو چھ ماہ کی سزا دی۔ لیکن فیصلہ کے ساتھ ہی بلا توقف ضمانت منظور کر لی گئی۔ پھر جب عدالت اپیل کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ تو اس نے فیصلہ میں مولوی عطاء اللہ صاحب کو چھوڑ کر احمدیت پر فرد جرم لگایا۔ اور مولوی صاحب کو اندازاً پندرہ منٹ تک اپنی صحبت میں بیٹھے کی سزا دی۔ یہ فیصلہ کیا تھا، اکتوبر ۱۹۳۴ء کی احرار کانفرنس کا زیادہ بھیانک الفاظ میں خلاصہ تھا۔ اس کی کارروائی کی صحت پر مُہرِ تصدیق تھا۔ اور اس امر کا اظہار تھا کہ احمدیہ جماعت درحقیقت حکومت میں ایک حکومت ہے۔ اور ملک کے امن کے لئے خطرہ۔ احرار نے اس فیصلہ کو پڑھا۔ اور اپنی دی ہوئی گالیاں عدالت کی قلم سے سنکر جامے میں پھولے نہ سمائے۔ انہوں نے اس فیصلہ کو لاکھوں کی تعداد میں مختلف زبانوں میں دنیا میں شائع کیا۔ اور سمجھے کہ ہم ایک طرف حکومت اور احمدی جماعت کے تعلقات کو بگاڑ دیا ہے۔ تو دوسری طرف تعلیم یافتہ طبقہ کو اس فیصلہ کے ذریعہ سے احمدیت سے بدظن کر دیا ہے مگر انہیں کیا معلوم تھا۔ کہ تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ۔ انسان ایک سازش کرتا ہے۔ مگر خدا کی تقدیر اسے مٹانے کی طیاریاں کر رہی ہوتی ہے۔ جب احرار اپنی کامیابی پر خوش ہو رہے تھے۔ وہ خَیْرُ الْمَاکِرِیْن خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث کیا ہے۔ دشمن کے ہاتھوں ہی سے آپ کی سچائی کے ثبوت کے لئے ایک زبردست گواہی تیار کروا رہا تھا۔ سچ ہے۔ کہ جسے خدا رکھے اُسے کون چکھے۔

احرار اس خوشی میں پھولے نہیں سماتے تھے۔ کہ اچانک شہید گنج کا واقعہ ہوگیا۔ احرار نے جمہور مسلمانوں کا اس مسئلہ میں ساتھ نہ دیا۔ اور مسلمانوں کو اپنے دفتر کے سامنے گولیاں کھاتے ہوئے دیکھ کر ان کی راہ نمائی کے لئے قدم نہ اٹھایا۔ بس پھر کیا تھا۔ ان کی حقیقت کے رُخ پر سے نقاب اٹھ گئی۔ اور مسلمانوں نے انہیں ان کی اصلی روپ میں دیکھ کر اس قدر اظہارِ نفرت کیا۔ کہ تاریخ شاید ایسی شدید نفرت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہوگی۔

جب احرار نے دیکھا۔ کہ خدا تعالیٰ نے ان کی حقیقت کو ظاہر کر کے انہیں مسلمانوں کی نظروں میں گرا دیا ہے۔ تو انہوں نے ایسی راہیں تلاش کرنی شروع کیں۔ کہ جن پر چل کر وہ اس مصیبت سے نجات حاصل کر سکیں۔ آخر یہی فیصلہ کیا۔ کہ سب سے آسان اور سب سے نافع ترین یہی بات ہے۔ کہ احمدیت پر پھر سے ایک حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ دوسرے مسلمان تو اپنے جلسوں میں احرار کی غداری پر اظہارِ نفرت کر رہے تھے۔ اور احرار جگہ بہ جگہ جلسے کر کے یہ شور مچا رہے تھے۔ کہ مسجد شہید گنج کا پیچھا چھوڑ دو۔ اصل کام احمدیت کی مخالفت ہے۔ اس کی طرف توجہ کرو۔ اور روز نئے نئے الزام تراش کر لوگوں میں مشہور کر رہے تھے۔ ان الزامات میں سے دو الزام یہ تھے۔ کہ احمدی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرتے ہیں۔ اور آپ کے (فداہٗ نفسی و رُوحی) درجہ کو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے درجہ سے نعوذ باللہ من ذالک ادنیٰ سمجھتے ہیں۔ اور قادیان کو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سے افضل خیال کرتے ہیں۔

اس جھوٹ اور افترا کی انہوں نے اس قدر اشاعت کی کہ میں نے مناسب سمجھا۔ کہ اس کی تردید کر دوں۔ کیونکہ گو یہ دونوں باتیں بالبداہت غلط اور احرار کے مفتریات میں سے ہیں۔ لیکن پھر بھی بعض ناواقف لوگوں کو دھوکہ لگنے کا امکان ہو سکتا تھا۔ میں نے جہاں ان اعتراضات کی تردید کی۔ وہاں یہ بھی شائع کیا۔ کہ اگر احرار کو اس الزام پر اصرار ہے۔ تو وہ مجھ سے لاہور یا گورداسپور میں مباہلہ کر لیں۔ اور دونوں فریق پانچ پانچ سو یا ہزار ہزار آدمی جیسا بھی فیصلہ ہو ہمراہ لائیں۔ اور تصفیہ شرائط کے بعد تاریخ مقررہ کی جائے۔

احرار نے میرا یہ اعلان پڑھا۔ تو سمجھے کہ اب اس ذریعہ سے ہم مسلمانوں میں جوش پیدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے مگر چونکہ حکومت نے فساد کے خوف سے احرار کے لئے اس سال قادیان میں کانفرنس منعقد کرنا ممنوع قرار دیا ہوا تھا۔ انہوں نے مباہلہ کی منظوری کا اعلان کرتے ہوئے یہ شرط لگا دی۔ کہ مباہلہ قادیان میں ہو۔ میں نے اس شرط پر اس امر کو بھی منظور کر لیا۔ کہ اگر احرار کو لاہور یا گورداسپور پر کوئی خاص اعتراض ہو۔ تو مجھے اس پر بھی اعتراض نہیں۔ لیکن باقی شرطوں کے لئے دونوں فریق کے نمائندے اکٹھے ہو کر ایک تصفیہ کر لیں۔ اس کے پندرہ دن بعد کی تاریخ مباہلہ کے لئے مقرر کی جائے۔

چونکہ احرار کی غرض مباہلہ کرنا نہ تھی۔ بلکہ دو غرضوں میں سے ایک غرض تھی۔ یا تو یہ کہ قادیان میں حکومت ان کو جانے نہ دیگی۔ اور اس طرح مباہلہ کا پیالہ ان سے ٹل جائیگا۔ اور یا پھر یہ کہ اس بہانہ سے وہ قادیان جا کر کانفرنس کر سکیں گے۔ اور اس طرح لوگوں میں فخر کر سکیں گے کہ دیکھو باوجود حکومت کے روکنے کے ہم کانفرنس کر آئے ہیں۔

میں نے جب بار بار تصفیہ شرائط پر زور دیا۔ تو بجائے شرائط کا تصفیہ کرنے کے مظہر علی صاحب اظہر کی طرف سے میرے نام تار آگئی کہ احرار مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ ۲۳ نومبر کو وہ قادیان مباہلہ کے لئے آ جائیں گے۔ اس پر جماعت احمدیہ کے سیکرٹری نے انہیں جواب لکھا کہ آپ۔ شرائط کا تصفیہ تو کیا نہیں۔ اس اعلان سے کیا مطلب

اس کا جواب سیکرٹری کو تو کوئی نہ دیا گیا۔ لیکن اخبارات میں شور مچا دیا گیا۔ کہ ہمیں سب شرائط منظور ہیں۔ لیکن ساتھ ہی جو مضامین اس بارہ میں احرار کی طرف سے شائع ہوئے ان میں قریباً ہر شرط کو رد کر دیا گیا۔ مثلاً میری شرط تھی کہ پانچ سو یا ہزار آدمی مباہلہ میں شامل ہوں۔ اس کے متعلق لکھا گیا۔ کہ آپ جتنے چاہیں آدمی لائیں۔ ہم آپ کو مجبور نہیں کرتے۔ باقی رہا ہمارا معاملہ ہم آپ کی شرط کے پابند نہیں۔ ہم تو ہزارہا آدمی ساتھ لائیں گے۔ بلکہ مزید برآں یہ شرط بھی ہوگی۔ کہ جو مباہلہ میں شامل نہ ہوں۔ دیکھنے کے لئے آئیں۔ ان کو بھی مباہلہ دیکھنے سے روکا نہ جائے۔

ان اعلانات سے صاف ظاہر تھا۔ کہ مباہلہ نہیں۔ بلکہ احرار ایک دنگل کرنا چاہتے ہیں۔ پس میں نے اعلان کر دیا۔ کہ یا تو احرار شرائط طے کر کے فقط پانچ سو یا ہزار آدمی اپنے لائیں۔ اور قادیان میں مباہلہ کر لیں۔ ورنہ قادیان سے باہر لاہور یا گورداسپور میں مباہلہ کریں۔ کیونکہ قادیان کو ہم فساد کی جگہ نہیں بنانا چاہتے۔

اس میرے اعلان کا احرار نے کوئی جواب نہ دیا لیکن اعلان پر اعلان کرنا شروع کر دیا۔ کہ مسلمان کثیر التعداد میں قادیان ۲۲ نومبر کو پہنچ جائیں۔ اس پر حکومت نے کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت احرار لیڈروں کو قادیان جانے سے روک دیا۔ اور احرار جو حکومت کا تختہ الٹنے کی ہمیشہ ڈینگیں مارا کرتے تھے۔ خاموش ہو کر بیٹھ رہے۔ اور آخر سوچ کر یہ عذر تراشا۔ کہ ہم لوگ ۶ دسمبر کو قادیان میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا چاہتے ہیں۔ چونکہ یہ محض ایک عذر تھا۔ ورنہ قادیان میں جمعہ کی کوئی خاص وجہ احرار کے لئے نہ تھی۔ اور پھر ایسے لیڈروں کے لئے۔ جن میں سے بعض نماز کے ترک کے لئے مشہور ہیں اس لئے حکومت نے جمعہ سے روکنے کے لئے نہیں بلکہ فساد سے روکنے کے لئے احرار کو پھر نوٹس دیدیئے باقی احرار تو خاموش ہو گئے۔ لیکن قربانی کے بکرے کے طور پر مولوی عطاء اللہ شاہ صاحب کو انہوں نے پیش کر دیا۔ انہوں نے حکومت کے حکم کی نافرمانی کی اور قادیان کی طرف روانہ ہو گئے جس پر حکومت نے قانون شکنی کر ارتکاب کے بعد انہیں ۶ دسمبر کو گرفتار کر کے گورداسپور پہنچا دیا۔ جہاں ۷ دسمبر کو ان کے مقدمہ کی سماعت ہوئی۔ اور بقول چوہدری افضل حق صاحب چٹ منگنی پٹ بیاہ کے مقولہ کے مطابق مجسٹریٹ نے ان کو چار ماہ قید کی سزا دیدی۔ اور باقی احراری لیڈر جو شہید گنج کی شورش کے وقت یہ دعویٰ کرتے تھے۔ کہ ہم تو اس لئے خاموش ہیں۔ کہ اس کام میں مسلمانوں کا نقصان ہے۔ ورنہ جان دینے سے تو ہم نہیں ڈرتے خاموشی سے اپنے گھروں میں بیٹھ گئے۔

اے دوستو! اس طرح پورے ایک سال میں مولوی عطاء اللہ صاحب کی زندگی میں دو تغیر پیدا ہو گئے۔ ۱۹۳۴ء میں انہوں نے قادیان آکر بانی سلسلہ احمدیہ کی عزت پر حملہ کیا۔ اور اس حد تک کامیابی حاصل کی۔ کہ حکومت اور جماعت احمدیہ کے تعلقات کو بگاڑ دیا۔ پھر ۱۹۳۵ء میں انہوں نے دوبارہ حملہ کیا۔ لیکن اس دفعہ ان کی غرض حکومت اور احمدیہ جماعت کے تعلقات کو بگاڑنا نہ تھی۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی بگڑ چکے تھے۔ نیز اس دفعہ حکومت ان کے قادیان آنے کے خود خلاف تھی۔

بس اس دفعہ آنے کی غرض یہ تھی۔ کہ ایسی صورت حالات پیدا کر دیں۔ کہ جن سے مسلمانوں میں احمدیت کے خلاف اشتعال پیدا ہو کر احمدیت مسلمانوں کی نگاہوں میں ذلیل ہو۔ اور شہید گنج کی وجہ سے کھویا ہوا وقار پھر احرار کو حاصل ہو جائے۔ گویا پہلے حملہ میں انکا بڑا مقصد حکام کے دلوں میں اشتعال پیدا کرنا تھا۔ اور اس دفعہ ان کا بڑا مقصد مسلمانوں کے دلوں میں اشتعال پیدا کرنا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے اس حملہ کو ناکام کر دیا۔ اور وہ گرفتار ہو کر عدالت گورداسپور میں پیش ہو گئے۔ اور وہاں انہیں جاتے ہی چار ماہ کی قید کا حکم مل گیا۔

دیکھنے میں یہ واقعات معمولی معلوم ہوتے ہیں۔ اور اور کوئی عجیب بات ان میں نظر نہیں آتی۔ لیکن درحقیقت ان میں ایک بہت بڑا نشان ہے۔ اور سوچنے والوں کے لئے بانی سلسلہ احمدیہ کی سچائی کا ایک زبردست ثبوت۔ اس نشان کو ذہن نشین کرانے کے لئے میں پھر احباب کو ۳۳ سال پہلے کے زمانہ کی طرف لے جانا چاہتا ہوں۔ ۳۳ سال ہوئے نومبر کے ہی مہینہ میں کہ جس میں مباہلہ کے نام پر جمع ہونے کے لئے احرار نے اعلان کیا تھا۔ بانی سلسلہ احمدیہ نے مندرجہ ذیل کشف دیکھا۔ جو اخبار بدر سنہ ۱۹۰۲ء میں شائع ہو چکا ہے۔

آپ فرماتے ہیں۔ "ایک مقام پر میں کھڑا ہوں۔ تو ایک شخص آکر چیل کی طرح جھپٹا مار کر میرے سر سے ٹوپی لے لیا۔ پھر دوسری بار حملہ کر کے آیا کہ میرا عمامہ لے جاوے۔ مگر میں اپنے دل میں مطمئن ہوں۔ کہ یہ نہیں لے جاسکتا۔ اتنے میں ایک نحیف الوجود شخص نے اسے پکڑ لیا۔ مگر میرا قلب شہادت دیتا تھا۔ کہ یہ شخص دل کا صاف نہیں ہے۔ اتنے میں ایک اور شخص آگیا۔ جو قادیان کا رہنے والا تھا۔ اس نے بھی اسے پکڑ لیا۔ میں جانتا تھا۔ کہ موخر الذکر ایک مومن متقی ہے۔ پھر اسے عدالت میں لے گئے۔ تو حاکم نے اسے جاتے ہی ۴ یا ۶ یا ۹ ماہ کی قید کا حکم دیدیا" (البدر جلد اول ۶ و ۵ سنہ ۱۳۲۰ھ)

اے دوستو! یہ کتنا بڑا نشان ہے۔ اس کشف سے ظاہر ہے۔ کہ ایک شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر دو حملے کریگا۔ پہلے حملے میں وہ کامیاب ہو جائیگا۔ اور ٹوپی لے جائیگا۔ دوسرے حملہ میں وہ عمامہ لے جانا چاہیگا لیکن اس میں وہ کامیاب نہ ہوگا۔ اور پہلے اسے ایک غیر مومن دبلا پتلا شخص پکڑنا چاہیگا۔ مگر اس کی نیت پکڑنے کی نہ ہوگی مگر پھر قادیان کا ایک شخص جو مومن متقی ہوگا۔ اسے پکڑ لیگا۔ اس کے بعد وہ دوسری دفعہ حملہ کر کے آنے والا شخص عدالت میں لے جایا جائیگا۔ اور وہاں جاتے ہی اسے ۴ یا ۶ یا ۹ ماہ کی سزا دیدی جائیگی۔

آؤ اب ہم دیکھیں۔ کہ تعبیر کی کتابوں میں ٹوپی اور عمامہ کی کیا تعبیر ہے۔ تاکہ خواب کا مضمون ہمارے لئے اور بھی واضح ہو جائے پہلے ہم ٹوپی کو لیتے ہیں۔ ٹوپی کی تعبیر حضرت محمد بن سیرین جو ایک اعلیٰ درجہ کے تابعی تھے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقرب صحابی حضرت ابوہریرہ کے شاگرد تھے۔ لکھتے ہیں۔ وَضْعُهَا عَلَى الرَّأْسِ قُوَّةٌ لِرَئِيْسِهِ وَنَزْعُهَا مُفَارَقَةٌ لِرَئِيْسِهِ۔ یعنی ٹوپی کی تعبیروں میں سے ایک تعبیر یہ ہے۔ کہ اگر خواب میں دیکھے کہ کسی نے ٹوپی سر پر رکھی ہے۔ تو اس کے حاکم کو قوت و طاقت حاصل ہوگی۔ اور اگر دیکھے کہ کسی نے اس کے سر سے ٹوپی اتار لی ہے۔ تو حاکم وقت سے اس کی علیحدگی ہو جائیگی۔ پھر لکھتے ہیں۔ وَاِنْ نَزَعَ عَنْ رَأْسِهِ شَابٌّ مَجْهُوْلٌ اَوْ سُلْطَانٌ مَجْهُوْلٌ فَهُوَ مَوْتُ رَئِيْسِهِ وَفِرَاقٌ مَا بَيْنَهُمَا بِمَوْتٍ اَوْ حَيَاةٍ۔ یعنی اگر دیکھے کہ کسی غیر معروف نوجوان نے یا کسی غیر معروف بادشاہ نے اس کے سر سے ٹوپی اتار لی ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ یا تو اس کا بادشاہ مر جائیگا۔ اور یا اس کے اور اس کے حاکم کے درمیان جدائی ہو جائیگی۔ خواہ موت کے ذریعہ سے خواہ زندگی میں ہی دوسرے اسباب کی وجہ سے یعنی تفرقہ وغیرہ سے۔

عمامہ کی تعبیر میں بھی امام محمد بن سیرین تابعی لکھتے ہیں۔ وَالْعَمَائِمُ تِيْجَانُ الْعَرَبِ وَهِيَ زِيْنَةُ الرَّجُلِ وَتَاجُهُ وَوِلَايَتُهُ۔ یعنی پگڑیاں عربوں کا تاج کہلاتی اور ان سے مراد آدمی کی قوۃ اور اس کی بادشاہت اور حکومت ہوتی ہے۔ (تعبیر نامہ حضرت محمد بن سیرین برحاشیہ کتاب تعطیر الانام جلد اول صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴)

ان تعبیروں کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواب کی تعبیر یوں ہوگی۔ کہ ایک شخص آپ پر حملہ کریگا۔ اور آپ کے اور حکام کے تعلقات بگاڑنے میں کامیاب ہو جائیگا۔ اس کے بعد وہ دوبارہ حملہ کریگا۔ اور اس دفعہ اس کی غرض یہ ہوگی۔ کہ وہ احمدیت کی طاقت کو مٹا دے۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوگا۔ اس کے حملہ کے وقت پہلے ایک غیر مسلم شخص جو چھریرے بدن کا ہوگا۔ اسے روکنا چاہے گا۔ لیکن اصل میں اس کی نیت اس کے روکنے کی نہ ہوگی۔ بلکہ وہ دل میں کہتا ہوگا۔ کہ اگر اس کام سے میں آزاد ہی رہوں تو اچھا ہے۔ لیکن اس موقعہ پر قادیان کا ایک آدمی جو مومن اور متقی ہوگا۔ وہ اس حملہ آور کو پکڑنے کے لئے آگے بڑھیگا اور اس کے آگے بڑھنے سے اس پہلے شخص کو بھی اچھی طرح پکڑنا پڑیگا۔ اور آخر حملہ آور کو عدالت کے سامنے پیش کیا جائیگا۔ اور بجائے لمبے مقدمہ کے اور مہینوں کی پیشیوں کے عام مقدمات کے دستور کے خلاف سرسری تحقیقات کے بعد جاتے ہی اس شخص کو چار یا چھ یا نو ماہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رؤیا کا یہ حصہ بھول گیا۔ کہ ان تینوں مدتوں میں سے کونسی مدت کی سزا ملی) قید کی سزا دیدی جائیگی۔

اب دیکھو یہ تینتیس سال پہلے کا کشف اس زمانہ میں آکر کس صفائی اور وضاحت سے پورا ہوا ہے۔ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ حکومت جماعت احمدیہ کا امتحان کر لینے کے بعد اور اس امر کا یقین کر لینے کے بعد کہ یہ جماعت فتنوں اور فسادوں سے بچتی ہے۔ ایک لسان پھکڑ باز کی کوشش سے وہم میں دوبارہ مبتلاء ہو جائے گی۔ کہ شاید یہ جماعت اپنی حکومت قائم کر رہی ہے۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سلسلہ اور حکومت میں تفرقہ اور جدائی پیدا ہو جائیگی۔ پھر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ ۱۹۳۴ء کے پہلے حملہ کے بعد دوبارہ حملہ پہلے حملہ سے مختلف حالات میں ہوگا۔ اور اس دفعہ وہی شخص حکومت اور احمدیوں میں تفرقہ ڈلوانے کے لئے نہیں بلکہ احمدیوں کو مسلمانوں کی نگاہ میں ذلیل کرنے کے لئے اور ان کی عزت کو خاک میں ملانے کے لئے دوبارہ حملہ کرے گا۔ پھر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ یہ دوسرا حملہ باوجود اس کے کہ احرار کے دوسرے لیڈر موجود تھے۔ اور باوجود اس کے کہ پہلے سال کی کانفرنس کے حملہ آور یعنی صدر کی بیوی بیمار تھی پھر اسی کے سپرد کیا جائیگا۔ اور پھر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ اس دوسرے حملہ کے وقت حالات ایسے ہونگے۔ کہ وہ حملہ قانونی جرم بھی بن جائیگا۔ اور پھر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ اس وقت حکومت کا نمائندہ چھریرے بدن کا ہوگا۔ پھر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ وہ نمائندہ اس کام میں حقیقی ہمدردی نہ رکھتا ہوگا۔ اور پھر کون کہہ سکتا تھا۔ کہ قادیان کا ایک باشندہ اس وقت آگے

آئے گا۔ اور ان تمام عذرات کو جن کی وجہ سے حکومت اپنی نوٹس کو واپس لے سکتی تھی۔ توڑ دیگا۔ اور گرفتاری کو ناگزیر بنا دیگا۔ پھر بتاؤ کہ کون کہہ سکتا تھا۔ کہ آخر جب دوبارہ حملہ کرکے آنے والے شخص کو گرفتار کر لیا جائیگا۔ اور وہ عدالت میں حاضر کیا جائیگا۔ تو عدالت برخلاف عام عادت کے اس کے مقدمہ کی سرسری سماعت کریگی۔ اور پھر میں پوچھتا ہوں۔ کہ کون ۱۵ء۱۹۲ میں یہ بتا سکتا تھا۔ کہ پھر عدالت دوبارہ حملہ کرکے آنے والے شخص کو جاتے ہی سزا دے دی جائے گی اور وہ سزا چار ماہ کی قید ہوگی۔

اے وہ لوگو جو خواہ ہندو ہو۔ خواہ مسلمان خواہ عیسائی خواہ سکھ دیکھو تمہارے زندہ خدا نے ایک زندہ نشان دکھایا ہے۔ اس پر غور کرو۔ اور اپنے پیدا کرنے والے کے سامنے ادب سے جھک جاؤ۔ کہ وہ اپنے نشانوں کے ذریعہ سے تم کو بلاتا ہے۔ تا تم کو روحانی زندگی دے۔ اور تمہاری روحانی موت کو حیات سے بدل دے دیکھو۔ تم نے مرنے کے بعد نہ احرار کے سامنے پیش ہونا ہے۔ نہ اپنے مولویوں پنڈتوں۔ پادریوں یا گیانیوں کے سامنے تم نے اپنے پیدا کرنے والے قادر خدا کے سامنے پیش ہونا ہے۔ پھر تم اسے کیا جواب دوگے۔ کہ ہم نے نشان پر نشان دیکھے۔ مگر پھر بھی صداقت کو قبول نہ کیا بانی سلسلہ احمدیہ کو دعویٰ کئے پچاس سال سے زائد ہو گئے۔ اس عرصہ میں خدا تعالےٰ نے نشان پر نشان دکھایا ہے۔ جو ایک سے ایک زیادہ شاندار تھا۔ اسی نے سورج اور چاند کو مقررہ تاریخوں میں ان کے لئے گرہن لگایا۔ اسی نے طاعون کو ان کی پیشگوئی کے مطابق ہندوستان میں ظاہر کیا۔ اسی نے جاپان کو ان کی خبر کے مطابق روس پر فتح دی۔ کوریا پر قابض کیا۔ اور ایک زبردست مشرقی طاقت بنایا۔ اسی نے ان کی خبر کے مطابق زار روس کی حکومت کو تباہ کیا۔ اور زار کو بحالت زار حکومت سے علیحدہ کیا۔ اس نے ان کی پیشگوئی کے مطابق عرب میں آزاد حکومت قائم کی۔ اور پنجاب بہار اور کوئٹہ میں زلزلوں سے ان کی صداقت پر مہر لگا دی۔ اسی نے افغانستان کے تغیرات کو ان کی وفات کے بعد ان کی پیشگوئیوں کے مطابق ظاہر کرکے ان کے حق میں گواہی دی۔ اور آج پھر ایک نشان تمہاری ہدایت کے لئے دکھاتا ہے۔ تا تم میں سے وہ لوگ جو بانی سلسلہ احمدیہ کے بعد پیدا ہوئے ہیں۔ یہ نہ کہہ سکیں۔ کہ خدا تعالیٰ نے پہلوں کو نشان دکھائے مگر ہمیں ان سے محروم رکھا۔ دیکھو تمہارا پیدا کرنے والا وہ محبوب جس کا جلوہ دیکھنے کے لئے تمہارے آباؤ اجداد حسرت کرتے ہوئے اس دنیا سے گذر گئے۔ وہ آج پھر اپنی پوری شان سے ظاہر ہوا ہے۔ تا تم کو اپنی صورت دکھائے کیونکہ وہ وراء الورا ہستی ہے۔ اور صرف اپنے نشانوں کے ذریعہ سے دیکھی جا سکتی ہے۔

بعض لوگ جو حالات سے ناواقف ہیں۔ ان کی مزید واقفیت کے لئے میں یہ امر واضح کر دینا چاہتا ہوں۔ کہ کشف میں جو دبلا پتلا آدمی دکھایا گیا ہے۔ اس سے مراد حکومت وقت کا کوئی نمائندہ بھی ہو سکتا ہے۔ جو دل سے احرار کے گرفتار کرنے کی تائید میں نہ ہو۔ چنانچہ واقعات سے ثابت ہے۔ کہ جب احرار نے قادیان میں مباہلہ کے نام سے آنا چاہا۔ اور اس کے جواز کی یہ دلیل دی۔ کہ کیونکہ امام جماعت احمدیہ نے خود ہم کو دعوت دی ہے۔ اس لئے اب ہمارے قادیان جانے میں کوئی روک نہیں ہونی چاہئے۔ تو ان کا یہ بیان غلط تھا بلکہ پھر بھی حکومت کے بعض نمائندے چاہتے تھے۔ کہ اس غلط کی بناء پر اپنے پاؤں اس جھگڑے سے نکال لیں۔ لیکن اس موقعہ پر میں نے ایک تفصیلی اشتہار شائع کیا۔ اور اس میں ثابت کر دیا۔ کہ احرار نے میری شرائط کے مطابق ہرگز مباہلہ کو منظور نہیں کیا۔ بلکہ خود ان کے اشتہار کے بعد حکومت کا خاموش رہنا اپنے قانون کو خود توڑنے کے مترادف ہو گیا۔ اور وہ میری اس گرفت کی وجہ سے اپنے بنائے ہوئے قانون کے احترام پر مجبور ہو گئی۔

اور اس طرح گویا مولوی صاحب کی گرفتاری کا باعث ایک قادیان کا شخص ہو گیا۔ اور جو لوگ بعض عذرات کی بناء پر قدم پیچھے ہٹانا چاہتے تھے۔ ان کی خواہش پوری نہ ہو سکی۔ سو دُبلے پتلے شخص سے حکومت کا کوئی نمائندہ بھی مراد ہو سکتا ہے جو احرار کی گرفتاری پر دل میں رضامند نہ تھا۔ لیکن اس سے علم تعبیر کے مطابق حکومت کا وہ مذبذب رویہ بھی ہو سکتا ہے جو حکومت کی طرف سے میرے اس اعلان سے پہلے کہ جب تک شرائط طے نہ ہوں۔ میں ہرگز قادیان میں مباہلہ کے لئے تیار نہیں ہوں۔ اور یہ کہ اگر شرائط طے کئے بغیر احرار قادیان میں آئے۔ تو وہ مباہلہ کے لئے نہیں آئیں گے۔ بلکہ اور کسی غرض کے لئے آئیں گے۔ ظاہر ہو رہا تھا۔ شاید کوئی شخص یہ اعتراض کرے۔ کہ اس رؤیا میں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ذات پر حملہ دیکھا ہے۔ اور تم جس واقعہ کا ذکر کرتے ہو۔ وہ آپ کی وفات کے بعد کا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق خدا تعالیٰ کے فرستادوں کی بعض پیشگوئیاں ان کے بعد ان کے خلفاء کے ہاتھ پر پوری ہوتی ہیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے متعلق بھی آتا ہے۔ کہ ایک دفعہ رؤیا میں آپؐ نے دیکھا۔ کہ قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی کنجیاں آپؐ کے ہاتھ میں دی گئی ہیں۔ لیکن یہ کنجیاں حضرت عمرؓ کے ہاتھ میں آئیں۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے۔ کہ مامور کبھی کشف میں اپنے آپ کو دیکھتا ہے۔ مگر مراد اس سے اس کی جماعت ہوتی ہے۔

اب میں اس مضمون کو ختم کرنے سے پہلے پھر ان سب لوگوں سے جن کے ہاتھ تک میرا یہ اشتہار پہنچے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ اس نشان پر ٹھنڈے دل سے غور کریں۔ اور دیکھیں کہ کیا یہ انسانی دماغ کا اختراع ہو سکتا ہے۔ بے شک دشمن سو قسم کے اعتراض پیدا کر دیتا ہے۔ لوگوں نے ہر رسول کے متعلق شکوک پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور رسول تو الگ رہے۔ خود خدا تعالیٰ کی ذات کے متعلق بھی لوگ شکوک پیدا کرتے رہتے ہیں۔ لیکن جتنی وضاحت اللہ تعالیٰ کی سنت کے مطابق خدا کے فرستادوں کے کلام میں ہوتی ہے۔ وہ دنیا کے لئے اس پیشگوئی میں موجود ہے۔ تعبیر کے علم سے چونکہ اکثر لوگ واقف نہیں ہوتے۔ اس لئے اس کشف کے سمجھنے میں بعض لوگوں کو دقت ہو تو ہو۔ ورنہ اگر علم تعبیر کی کتابوں سے اس کی تعبیر کرکے کسی ناواقف شخص کے سامنے بھی اس کشف کو رکھ کر دیکھا جائے۔ تو وہ فوراً اسے مولوی عطاء اللہ صاحب کے واقعہ پر چسپاں کر دیگا۔ مثلاً ایک ایسے شخص سے جو مولوی عطاء اللہ صاحب کے حالات سے واقف ہو۔ کہو کہ ایک شخص ہے۔ جس نے ایک مذہبی سلسلہ کے مرکز میں جاکر ہتک آمیز تقریریں کیں۔ اور اس کے خلاف حکومت کو اکسایا۔ اور وہ اس میں کامیاب ہو گیا۔ حکومت اس سلسلہ پر بدظن ہو گئی۔ پھر وہ دوبارہ اسی جگہ پر اس لئے جانے کے لئے آمادہ ہوا۔ کہ اس سلسلہ کی مذہبی حیثیت کو بھی گرا دے۔ مگر اس دفعہ حکومت کے ایک قانون سے اس کے ارادہ کا ٹکراؤ ہو گیا۔ لیکن حکومت ابھی اپنے قانون کو استعمال کرنے سے ہچکچاتی تھی۔ کہ اتنے میں سلسلہ کے ایک شخص نے ان عذرات کو جن کی وجہ سے حکومت ہچکچاتی تھی۔ توڑ دیا۔ اور حکومت نے اس باہر سے آنے والے شخص کو گرفتار کرکے عدالت کے سامنے پیش کر دیا۔ اور عدالت نے سرسری تحقیق کرکے جلدی ہی اسے چار ماہ قید کی سزا دے دی۔ اب تم بتاؤ۔ کہ یہ شخص کون ہے۔ تو میں یقین رکھتا ہوں۔ کہ وہ شخص بلا اختیار بول اٹھے گا۔ کہ یہ تو مولوی عطاء اللہ صاحب کا واقعہ ہے۔ پھر ایسی واضح اور بین پیشگوئی کے بعد اب آپ لوگ اور کس نشان کی انتظار میں ہیں۔

ذرا غور تو کریں۔ کہ وہی امر جسے سلسلہ احمدیہ کی ہتک کا موجب بنایا جا رہا تھا اسے اللہ تعالیٰ نے کس طرح سلسلہ احمدیہ کی سچائی ثابت کرنے کا ذریعہ بنا دیا۔ اور ایک بین نشان کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا گویا بالکل اس طرح ہوا جس طرح بانی سلسلہ احمدیہ کو رؤیا میں دکھایا گیا تھا۔ کہ کسی شخص نے آپ کی طرف ایک سانپ بھیجا ہے۔ جسے آپ نے تلا تو مچھلی بن گیا۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ سب تحریک احرار نے سلسلہ احمدیہ کو ضعف پہنچانے کے لئے شروع کی تھی۔ گویا ایک سانپ احمدیت کو ڈسنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے وہی سانپ مچھلی بن کر سلسلہ کی ترقی کا موجب اور اس کی صداقت کا ایک ثبوت بن گیا۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اب اس کھلے نشان کو دیکھ کر بھی جو شخص پیچھے رہتا ہے۔ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔ کیونکہ معمولی حاکموں کے احکام کو رد کرنے والا شخص بھی سزا سے نہیں بچ سکتا۔ تو جو شخص رب العالمین خدا کی دعوت کو رد کرتا ہے۔ اس کا کیا حشر ہوگا۔ لیکن میرے نزدیک ہمیں سزا کو نہیں دیکھنا چاہئے۔ ہمیں یہ دیکھنا چاہئے۔ کہ جب ہمارے پیدا کرنے والے نے ہاں اس خدا نے جس کے حسن کے مقابل پر سب حسن ہیچ اور بے حقیقت ہیں۔ ہمیں اپنی جلوہ نمائی کے لئے بلایا ہے۔ اور ہم اس میں سستی کرتے ہیں۔ تو کیا اس عظیم الشان موقعہ کو کھو کر ہم کبھی بھی امید کر سکتے ہیں۔ کہ پھر ہم کو یہ موقعہ دیا جائے گا۔ اور ہم کبھی بھی اس کے جلال کو دیکھ سکیں گے۔

پس میں ایک طرف تو تمام دنیا کے باشندوں کو اس نشان پر غور کرنے اور اس سے فائدہ اٹھانے کی دعوت دیتا ہوں۔ اور دوسری طرف اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ وہ تمام بنی نوع انسان کو خواہ مسلمان ہوں۔ خواہ ہندو خواہ سکھ۔ خواہ عیسائی سچائی کے قبول کرنے کی توفیق دے۔ اور دنیا کی محبت اور دنیا کے خوف کو لوگوں کے دلوں سے مٹا کر اپنی محبت اور اپنا خوف بخشے۔ کہ اسی میں سب ترقی ہے۔ اور اسی میں سب عزت ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

خاکسار

میرزا محمود احمد

امام جماعت احمدیہ ۱۲ دسمبر ۱۹۳۵ء

قابل توجہ جماعت ہائے احمدیہ

مولوی عطاء اللہ بخاری کے معاملہ میں جو فیصلہ مسٹر جسٹس کولڈ سٹریم لاہور ہائی کورٹ نے دیا ہے وہ ناظرین کے ملاحظہ میں آچکا ہے۔ اس فیصلہ کی کثرت اشاعت کے مدنظر نظارت اس فیصلہ کو انگریزی زبان میں جلد طبع کرا کر شائع کرنا چاہتی ہے۔ اس کے لئے تمام احباب اور جماعتوں سے درخواست کی جاتی ہے کہ جس قدر اس فیصلہ کی کاپیاں وہ منگانا چاہیں۔ نظارت ہذا کو بہت جلد اطلاع فرمائیں۔ سرسری طور پر اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ یکصد کاپی کی قیمت ۸/ ۵۰ کاپی کی ۴/ اور دس کی ۱۲/ ہوگی امید ہے۔ جماعتیں اور احباب فوری توجہ فرما کر بہت جلد اپنی ضرورت کی اطلاع ارسال فرمائیں گے۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی سیرت کا ایک واقعہ

جناب منشی اللہ بخش صاحب سابق مدرس بھیجے ہالی قلم سے

229

حضرت سیدنا امیر المومنین ایدہ اللہ کی سیرت کا ایک واقعہ منشی اللہ بخش صاحب سابق مدرس بھیجے ہالی نے لکھ کر دفتر الحکم میں بھیجا ہے۔ منشی صاحب کی طرز عبارت ایسی ہے۔ جیسے قدیم زمانے میں قافیہ بندی کے ساتھ لکھی جاتی تھی۔ اب یہ طریقہ تحریر متروک ہو رہا ہے۔ مگر میں پسند کرتا ہوں۔ کہ انہی کے اپنے الفاظ میں اس تحریر کو شائع کر دوں۔ پڑھنے والوں کو اس میں بھی ایک لطف محسوس ہوگا۔

جس زمانے کا یہ واقعہ ہے۔ اس وقت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خلیفہ نہیں ہوئے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ تخت خلافت پر جلوہ افروز تھے۔

(ایڈیٹر)

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا۔ اور میں ٹمیں کرال میں مدرسہ پڑھاتا تھا۔ خدا رحمٰن سبحان کے احسان سے ایک روز حضرت خلیفہ ثانی عالیشان اور مفتی فضل رحمان۔ اور شیخ یعقوب علی اہل عرفان۔ لود ایک یکہ بان اپنی تشریف آوری سے فیض رساں ہوتے۔ دیکھتے ہی تمام دہقان اور سب ہندو مسلمان ایسے شادمان ہوئے۔ جیسے اونتیس رمضان میں آسمان پر چاند دیکھنے سے مسلمان۔ یا موسم بہار میں بوستان میں باغبان۔ یا بوقت طلوع آفتاب میں نیلوفر خندان ہوتا ہے۔ وہ چوہدری صاحبان بڑے قدردان تھے۔ اپنے خانگاہ میں مکان دیا۔ اور مہمان عالیشان سمجھ کر بحیثیت میزبان خوان دسترخوان کا سامان تیار کرنے لگے۔ حضور نے اپنے پاس سے طعام نکالا۔ دسترخوان بچھایا۔ تناول فرمایا۔ اور شکر بجا لایا۔ فرمایا یہاں شکارگاہ ہے۔ جی ہاں ہے شکار بھی ہے۔ حضور نیلے اور گونیداں ہیں۔ چلو دکھاؤ۔ حضور تیار۔ پیچھے لوگ بسیار۔ بے شمار۔ گرم ہوا۔ ردھوپ چمکدار۔ تھوڑا ہی گئے۔ تو ایک گوند نمودار ہوئی۔ مگر ایسی بیوقوف ناہموار اتنا نہ معلوم۔ کہ سلطان محمود غزنوی نے ہرنی کو رستگار کر دیا تھا۔ حضرت محمود قادیانی مجھ پر کب وار کرنے لگا۔ دیکھتے ہی تراز فرار۔ آگے شکار پیچھے سرکار۔ جنگلی کنار کے خار نوک دار نہ خوف تکان نہ صرفہ شلوار۔ دو چار سیکنڈ میں گوند کے سر پر جا سوار ہوئے۔ آخرکار سرکار تو برقرار ہوئے۔ اور گوند ما حرا کی طرح فرار ہو گئی۔ ہم تمام لوگ باوجود تیز رفتار بھاگنے کے پیچھے رہے ہوئے تھے۔ حضور واپس تشریف لائے تو ہم عرض گزار ہوئے۔ ہم انتظار میں رہتے۔ کہ حضور دور سے مفرور گوند کے قریب جا رہے ہیں۔ اب بندوق کی چوٹ چلائیں گے۔ لوٹ پوٹ ہو کر گر پڑی۔ فرمایا:-

میں اس کے پیچھے مارنے کی غرض سے نہیں بھاگا تھا۔ بلکہ فرمایا۔ وہ چار پایا جب نظر آیا۔ بڑا خوبصورت پایا۔ خدایا۔ تونے یہ جانور ایسا خوشنما بنایا۔ کہ کبھی اسکی مثل دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہی خیال آیا۔ کہ قریب جا کر دیکھ لوں۔ کہ اس کا سر کیسا۔ گردن کیسی۔ بدن کیسی۔ غرض ٹانگیں۔ دم۔ پاؤں اچھی طرح قریب ہو کر دیکھ کر آیا ہوں۔ بہت خوب جانور ہے۔ دم مارے کبھی ہماری درگاہ باری میں شکر گزاری سے دعا کرتی ہو گی۔

ظہر کا وقت ہوا۔ بانگ اور سنتیں پڑھیں۔ خاکسار عرض گزار کہ سرکار آگے ہو کر نماز پڑھائیے۔ باوجود بار بار بسیار بیشمار تکرار اور اصرار کرنے کے بعد حکم اصدار ہوا۔ کہ میں آپ کے پیچھے نماز پڑھونگا۔ اگر میں آگے ہوتا ہوں۔ تو دو رکعت پڑھونگا۔ اگر آپ کے پیچھے پڑھونگا تو چار رکعت کا ثواب ملیگا۔ غرض اسی طرح عصر پڑھی پھر یکہ بان کو فرمان ہوا۔ یکہ تیار کرو۔ سوار ہونا ہے۔ بہت عرضیں کی گئیں کہ حضور یہاں رات گزران فرماویں۔ فرمایا:-

آپ کا دل رکھنے کو چاہتا ہے۔ اور میرا رہنے کو چاہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت مولوی صاحب سے اجازت لیکر نہیں آئے اگر رہتے ہیں۔ تو گناہ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ پھر اجازت لیکر آئینگے۔ اور رات رہینگے۔ حضور نے چند روز بعد جا کر وعدہ پورا کیا۔

اب لوگ حیران ہونگے۔ کہ اس محمود کا اسقدر خیال کیوں۔ کہ لاکھوں ایاز جانباز ہیں۔ اس حکایت سے نہایت صفائی سے ثابت ہوتا ہے کہ بہت بڑی تکلیف کے ساتھ گوند کے قریب جانا۔ اور چوٹ نہ چلانا اور ایک معمولی امام کی اقتدا کرنا۔ اور مرشد کی اجازت بغیر غیر مکان میں رات نہ رہنا۔ اور وعدہ پورا کرنے کے لئے وہاں تشریف لانا۔ پس محمود کے تمام مقصود معبود کے دروازے سے موجود ہونا۔ دوستوں کا خوشنود ہونا۔ دشمنوں کا بے سود نابود ہونا۔

(خاکسار اللہ بخش)

سلسلۂ عالیہ احمدیہ کا شہید اعظم

اخبار "پیغام صلح" میں جناب ڈاکٹر میرزا یعقوب بیگ صاحب نے کچھ روایات سلسلہ عالیہ کے شہید اعظم یعنی صاحبزادہ سید عبد اللطیف شہید کے متعلق شائع کرائی ہیں۔ یہ روایات ڈاکٹر صاحب موصوف سے بزرگ صاحب یعنی مولوی عبد الستار صاحب رضی اللہ عنہ نے بیان کی تھیں۔

چونکہ "الحکم" سلسلہ کے صلحاء کے متعلق مکمل ریکارڈ جمع کر دینا چاہتا ہے۔ اس لئے یہ روایات "پیغام صلح" سے لیکر شائع کر رہا ہوں۔

شہید اعظم کا مقام ہمارے سلسلہ کے شہداء میں بہت بلند ہے۔ احباب جب ان کے ذکر کو پڑھیں ان کی بلندیٔ درجات کے لئے دعا بھی کریں۔

(ایڈیٹر)

مرحوم کا مقام

سید عبد الستار صاحب فرماتے ہیں۔ میں نے مولوی سید عبد اللطیف صاحب کو ان کی شہادت کے بعد (رویا میں) کئی مرتبہ دیکھا ہے۔ کہ وہ بہت اچھی حالت میں ہیں۔ اور انہوں نے فرمایا۔ میں بہت خوش ہوں میں نے خدا کا دیدار کیا ہے۔ اور پھر فرمایا:-

"من در دیارِ ایشان ہستم۔ آن چشمہ کہ بادِ عارفاں
می رسند من ہم آنجا رسیدم"

سید صاحب مرحوم اپنی زندگی میں فرمایا کرتے تھے:-

"ادنیٰ سخن من در آسمان شورے پیدا می کند"

انوار الٰہی کی تجلی

ایک دفعہ مرحوم حضرت مسیح موعودؑ کے باغ کی طرف جا رہے تھے۔ راستہ میں مجھے اور عبد الجلیل کو کہا۔ کہ میرے ماتھے کی طرف دیکھو۔ کہ تم اس میں نگاہ کی طاقت رکھتے ہو۔ جب میں نے دیکھا۔ تو ایسا چمکتا تھا۔ جیسے آفتاب۔ ہماری آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور ہم نے نظر نیچی کر لی۔ اس پر سید صاحب نے فرمایا:-

"تجلی خدا باختیار من است"

ایک مرتبہ رات کے وقت بھی ایسا واقعہ ہوا۔ آپ مہمانخانہ میں کوٹھری میں تشریف رکھتے تھے۔ اور یہ زمانہ بھی ان کے کمال عشق کی (مستی کی) حالت کا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے ماتھے کی طرف دیکھو۔ جب میں نے اور عبد الجلیل نے نظر کی۔ تو ایک بہت بڑے روشن ستارہ کی طرح معلوم ہوا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ اور تمام کمرہ میں اسکی روشنی ہو گئی۔ ہمارے ساتھ وزیر محمد بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ کہ مجھے نظر نہیں آیا آپ نے فرمایا:-

"شما تقویٰ نہ دارید"

آپ موت کے بعد بھی زندہ ہیں

جب آپ قادیان سے واپس خوست کو جا رہے تھے۔ میں نے کہا۔ وہاں آپ کو قتل کر ڈالیں گے فرمایا:-

"من نے میرم" اور یہ بھی کہا:-

"موت بامن نہ آئید"

جب آپ شہید ہو گئے۔ اور رویا میں مجھے زیارت ہوئی تو میں نے دریافت کیا۔ کہ آپ تو کہتے تھے۔ "موت بامن نہ آئید"۔ انہوں نے جواب میں فرمایا:-

"کارہائے خدا ازیں ہم عظیم است"

واقعہ سنگساری کے متعلق میں نے دریافت کیا۔ کہ آپ کو کوئی تکلیف تو نہیں ہوئی۔ فرمایا۔ مجھے کوئی دکھ نہیں ہوا۔ اور میں نے کوئی تکلیف محسوس نہیں کی۔

حضرت صاحب کی وفات کے بعد جب آپ مجھے خواب میں نظر آئے۔ تو میں نے انہیں پہلے سے بھی زیادہ خوش پایا۔

معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حضرت کی ملاقات کا نتیجہ ہے۔

آسمان کی سیر اور مسیح موعود کا مقام

زندگی میں مجھے فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں بارہا آسمان پر گیا ہوں اور لوگ جو سات آسمان بتاتے ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ آسمان ہیں میں نے حضرت مرزا صاحب کو آسمان میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر دیکھا۔ مفتی محمد صادق کو بھی آسمان پر دیکھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں جنت میں بہت دفعہ داخل ہوتا ہوں۔ اور میوے کھاتا ہوں۔ اور میں چاہتا ہوں کہ تمہارے واسطے بھی پھل لاؤں "میخواہم از جنت چیزہا برائے شما آوردم" مگر فرمایا مجھے اجازت نہیں۔

بروز اولیاء

کئی مرتبہ فرماتے تھے۔ کہ مجھے خدا کے اولیاء اور انبیاء کا بروز کہا گیا ہے۔ اور مختلف اوقات میں اپنی مختلف شان بتایا کرتے اور فرمایا کرتے حضرت مرزا صاحب کامل بروز ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

"بیاضِ نور دین"

حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رض کے ابتدائی زمانے میں یہ کتاب مجربات نور دین کے نام سے شائع ہوئی تھی۔ اور آپ ۔۔ اپنے آخری ایام تک اسی کتاب پر اپنے شاگردوں کو درس دیا کرتے تھے۔ دوسری دفعہ سے اس کا نام "بیاض نور دین" رکھ کر آپکی زندگی میں ہی شائع کرایا تھا اس کتاب کی تصحیح آپ نے اپنے ہاتھ سے فرمائی تھی۔ یہ کتاب تمام خوبیوں سے متصف ہے۔ علم طب سے دلچسپی رکھنے والے اس کتاب کو خرید کر فائدہ اٹھائیں قیمت پانچ روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔ ملنے کا پتہ۔

(مفتی فضل الرحمان طب، قادیان)

جلسہ سالانہ پر حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ سے ملاقات کے متعلق

اعلان

(۱) جو جماعتیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر زیادہ اطمینان سے ملاقات کرنا چاہتی ہوں۔ ان کے لئے ضروری ہے۔ کہ اپنے تمام افراد سمیت ۲۴ر دسمبر کی شام تک دارالامان پہنچ جائیں۔ تا ۲۵ر دسمبر کی صبح کو انہیں ملاقات کے لئے وقت دیا جا سکے۔ ایسی جماعتیں اپنے ارادہ سے بذریعہ خطوط اطلاع دیں۔ اور پھر قادیان پہنچتے ہی ذمہ وار عہدہ دار ۲۴ر دسمبر کی شام کو جماعت کی آمد کی مجھے اطلاع دے۔

(۲) منتظمین جماعت ہائے احمدیہ کو چاہیئے۔ کہ اپنی تمام جماعت کے قادیان پہنچ جانے پر اپنے اپنے کمروں کے معاونین سے فارم حاصل کر کے خانہ پری کرنے کے بعد دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں جلد سے جلد پہونچا دیں۔ فارم پر کرتے وقت اپنا ضلع ضرور تحریر فرمادیں۔ تا تقسیم اوقات میں آسانی رہے۔

(۳) جیسا کہ اوپر اشارہ کیا گیا ہے۔ فارم ہائے ملاقات صرف جماعت کے عہدیداران امرا یا سکرٹری صاحبان ہی پُر فرمادیں۔ تا غیر ذمہ وار آدمی کے پر کرنے سے کسی قسم کی غلطی نہ واقع ہو۔

(۴) یہ امر خاص طور پر قابل یادداشت ہے۔ کہ جس وقت تمام جماعت کے افراد دارالامان پہونچ جائیں۔ اس وقت فارم پر کر کے دفتر میں دیا جائے پہلے نہیں۔ تاکہ بعد میں ملاقات کا وقت مقرر ہونے پر دقت نہ ہو۔ اکثر دیکھا گیا ہے۔ کہ باوجود فارم ملاقات پر اس امر کے اندراج کے کہ اسی وقت فارم پر کیا جائے۔ جب کہ جماعت کے تمام افراد قادیان پہونچ جائیں۔ ان کے پہونچنے سے پہلے ہی فارم پر کر کے دے دیا جاتا ہے۔

(۵) بعض عمر رسیدہ اصحاب کی طرف سے شکایت موصول ہوئی تھی۔ کہ وہ بوجہ سردی رات کو ملاقات نہیں کر سکتے۔ ایسے اصحاب کے لئے موقعہ ہے۔ کہ وہ ۲۴ دسمبر کو اطلاع دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں کر دیں۔ تا ۲۵ر کی صبح کو ان کو ملاقات کا انتظام کر دیا جا سکے۔ اور ایسے اصحاب کی خدمت میں گذارش ہے۔ کہ وہ جلسہ کے بعد ٹھیر کر اطمینان سے ملاقات کریں۔

(پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امیر المؤمنین)
(قادیان)

آپ سرمہ حسن مفت لے سکتے ہیں

بابا محمد حسن صاحب واعظ جو مولوی رحمت علی صاحب مبلغ جاوا سماٹرا کے والد بزرگوار ہیں۔ عرصہ دراز سے ایک سرمہ بنایا کرتے ہیں۔ اس سرمہ کا نسخہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے لیا تھا۔ یہ سرمہ ایک ماہ تک پیس کر تیار کیا جاتا ہے۔ اس سرمہ کی ایک شیشی وہ سالانہ جلسہ پر مفت دینگے صرف ۲ر آنہ فی شیشی پسوائی لینگے۔ جو احباب اس سرمہ کو حاصل کرنا چاہیں۔ دفتر الحکم سے متصل لنگے مکان پر ان سے ملکر حاصل کر سکتے ہیں۔

آنکھوں کا ہسپتال

ڈاکٹر ایس محمد عبداللہ صاحب نے ایک ہسپتال آنکھوں کا قادیان میں کھول رکھا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے متعلق میں ذاتی تجربہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ ڈاکٹر صاحب ایک نوجوان آدمی ہیں۔ آنکھوں کے متعلق ان کی معلومات اچھی ہے میں نے اپنے گھر کے اکثر افراد کا علاج ان سے وقتاً فوقتاً کرایا ہے اور ان کے علاج سے فائدہ اٹھایا ہے۔ جو احباب پسند کریں کہ ایام جلسہ میں اپنی آنکھوں کے متعلق کوئی طبی مشورہ یہاں سے حاصل کریں۔ تو وہ اگر ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب سے مشورہ لیں۔ تو مجھے امید ہے۔ کہ ان سے مشورہ لینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

(محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم)

احمدی حجاج کے آرام کیلئے

ہم نے احمدی حجاج کے حج کے لئے اس دفعہ خاص انتظام کیا ہے۔ جو احباب اس سال حج پر جانا چاہیں۔ وہ مجھ سے یا مینیجر صاحب اخبار "سالار" ڈنکن روڈ نمبر ۲۲۵ بمبئی نمبر ۸ سے خط و کتابت کریں۔

والسلام

(خاکسار محمود احمد عرفانی ایڈیٹر الحکم قادیان)

کشتی نوح کا سستا اڈیشن

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصنیف فرمودہ کتاب "کشتی نوح" کا پاکٹ سائز مولوی ابوالفضل محمود قادیان نے شائع کیا ہے۔ اور قیمت صرف ایک آنہ ہے۔ ہر احمدی کے لئے اس کتاب کا مطالعہ ضروری ہے۔ احباب زیادہ تعداد میں منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔

تبلیغی ٹریکٹ مختلف مضامین کے بھی مندرجہ بالا پتہ سے مل سکتے ہیں

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام محمود احمد عرفانی پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار الحکم متصل تراب منزل قادیان سے شائع ہوا